رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

| دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن |
|---|---|---|

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

# الفضل

چندہ غیر ممالک سے ساڑھے سات روپیہ

فہرست مضامین





میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)


| جلد ۶ | ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ | نمبر ۸۵ |
|---|---|---|---|---|


## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

۲- موسم میں عجیب تغیر آرہا ہے۔ ابر محیط آسمان اور بارش بھی دو تین بار ہو چکی ہے۔

۳- ہفتہ گذشتہ میں اصحاب ذیل مہمان آئے۔

سید رشید احمد صاحب معہ اہلبیت میڈیکل کالج لاہور سے حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالہ سے۔ چودھری نیاز احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس سندھ سے۔ جناب ماسٹر محمد علی صاحب اشرف جھنگ سے جناب نذیر احمد صاحب کلرک فیروزپور سے جناب ماسٹر مولا داد صاحب منٹگمری سے۔ میر فضل الدین صاحب خیاط گوجرانوالہ سے میاں نبی بخش صاحب سیالکوٹ سے

## مسیح موعود کا نام حکم ہے

جبکہ مسیح موعود کا نام حکم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے بہتر فرقوں میں فیصلہ کرے اور بعض خیالات رد کرے۔ اور بعض کی تصدیق کرے یہ کیونکر ہو سکے کہ جو حکم کہلاتا ہے۔ وہ تمہارا سب رطب و یابس کا ذخیرہ مان لے۔ اور پھر اس کے وجود سے فائدہ کیا ہوا۔ اور کس وجہ سے اس کا نام حکم رکھا گیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ رطب و یابس کے ذخیرے میں سے بعض رد کرے اور بعض قبول کرے۔ اگر سب کچھ قبول کرنا جائے تو پھر حکم کس بات کا ہوا۔ ............ ہیں۔ یہ کونسی زیادتی

اور مخالفت اسلام کی صرف یہ کیا کہ خدا سے وحی پا کر مسلمانوں کے دو عقیدوں میں سے ایک عقیدے کو رد کر دیا۔ اور اس کو مخالف قرآن اور مخالف اجماع صحابہ بتلایا۔ اور دوسرے عقیدے کی تصدیق کی اور اس کے موافق اپنے تئیں ظاہر کیا حکم کیلئے ضروری تھا کہ تمہارے کسی فرقوں میں سے صرف اہلحدیث کی بات مانتا یا صرف حنفیوں کی بات قبول کرتا اور باقی تمام فرقوں کے تمام اجتہادی عقائد کو رد کر دیتا تو اس صورت میں تم ہی حکم ٹھہرتے نہ وہ۔ (نزول المسیح صفحہ ۳۴-۳۵)

## عازمان حج کیلئے سہولتیں

گورنمنٹ ہند نے سندھ بلوچستان۔ شمال مشرقی سرحدی صوبہ پنجاب و صوبجات متحدہ کے

# اخبار احمدیہ

## بغداد میں تبلیغ احمدیت

سید فتح علیشاہ صاحب جو بسلسلہ ملازمت بغداد گئے ہوئے ہیں لکھتے ہیں:- آج مورخہ ۲۲ ۳/۱۹ کو یہ خاکسار شہر گیا اور ایک فارسی بولنے والے عرب صاحب سے سلسلہ کلام شروع ہوا۔ میں نے اس کے ساتھ قریباً ایک گھنٹہ گفتگو کی۔ اور اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ یہ مہدی اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا وقت نہیں ہے۔ اور مسیح و مہدی کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں ہیں سب کی تفسیر کر کے اسے سمجھایا۔ موجودہ عذاب اور جنگ کی وجہ بتلائی اور مسیح موعود کو پیش کیا۔ اس کے ساتھ اور بھی دو شخص علاقہ کردستان کے بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے اعتراض کیا۔ کہ جب مہدی آئیگا۔ تو ایکدم سب کفار کو قتل کر کے اسلام کو عام کر دیگا۔ میں نے کہا آپ دوست کا اعتراض بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں صاف مذکور ہے کہ لا اکراہ فی الدین۔ پھر باوجود اس صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ مہدی کفار کو قتل کر دیگا۔ نیز میں نے بتلایا کہ رسول کریم صلعم اور صحابہ کرام نے زبردستی مسلمان بنانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی تھی۔ بلکہ جب کفار کے ستم حد سے بڑھ گئے تو مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی تھی۔ اگر مخالفین اس قدر ظلم و ستم نہ کرتے اور مسلمانوں کو دکھ نہ دیتے۔ تو کبھی رسول کریم اور صحابہ کرام تلوار نہ اٹھاتے۔ بلکہ اسلام کے اصول خود ہی ایسے پختہ اور حسن ہیں کہ ہر سعید الفطرت اس کو خوشی سے قبول کر لیتا ہے۔ اور میں نے کہا جب رسول کریم صلعم جیسے جلیل القدر نبی اور خاتم النبیین کے وجود باجود سے [illegible] ساری دنیا مسلمان نہیں ہوئی اور نہ ہوگا۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں صرف عرب شام۔ افغانستان۔ مصر وغیرہ ملکوں میں اسلام پھیلا۔ اور ان میں سے اکثر میں غیر مذاہب کے لوگ بکثرت آباد ہیں۔ اور اکثر حصہ دنیا کا اس نعمت سے ابھی تک محروم ہے۔ تو کیا آنے والا مہدی یا عیسیٰ آپ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ جو ایک آن واحد میں کل دنیا کو مسلمان کر دے گا۔ غرض جس طرح اسلام اول تدریجاً بڑھا۔ اسی طرح اب بھی بڑھیگا۔ پھر میں نے سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور حالات موجودہ سے اطلاع دی۔ جن کو سنکر وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر اس اعتراض کرنے والے صاحب نے پہلا اعتراض تو چھوڑ دیا۔ اور نیا اعتراض یہ کیا کہ مہدی آنے ہی والے ہیں۔ ابھی وقت نہیں ہوا میں نے کہا اس اعتراض میں آپ نے پہلے سے بھی زیادہ غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ آپ کے اس عقیدے سے قرآن شریف و حدیث رسول کریم دونوں کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ کہ عالمگیر عذاب سے پہلے نبی کا آنا ضروری ہے۔ جیسا کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سے ظاہر ہے۔ اور آپ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ عذاب دنیا میں نہیں آیا۔ اور حدیث کہتی ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آنا چاہیے۔ جیسا کہ ان اللہ عزوجل یبعث الخ سے ظاہر ہے۔ اور اس صدی کے ۳۷ سال گذر چکے۔ مگر اب تک آپ کا مہدی نہ آیا۔ بس اب آپ ناامید ہو جائیے۔ کیونکہ کوئی اور سوائے حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود و مہدی مسعود کے نہیں آئیگا۔ جو آنے والا تھا وہ آچکا۔ چاہو تو قبول کرو۔ پھر میں نے سمجھایا کہ جو اپنے وقت کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کے بعد اور بھی بہت سی گفتگو سلسلے کے بارے میں اور حضرت عیسیٰ کی موت و حیات کے بارے میں ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان شخصوں کو سلسلے کے متعلق بہت حسن ظن ہوگیا ہے۔ اور اب وہ عربی کتابیں مانگتا ہے اس وقت تک میں گدی نشین حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ گیلانی۔ نعمان آفندی تاجر کتب اور ایک مسلم جو کتنی مدت تک میری کتابیں پڑھتے رہے اور نعمان کتب فروش کی معرفت چند اور اشخاص کو سلسلے کی کما حقہ خبر دے چکا ہوں۔ ہاں امام اعظم کی بستی میں بھی ایک عالم سے گفتگو کی۔ جو بالکل مبہوت ہوگیا۔ اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ ان کو تو خوب واضح طور سے بتلایا ہے۔ باقی کتنے ہی لوگ ہونگے۔ جن کو میں پیغام پہنچا چکا ہوں۔ ان میں سے جس کو اللہ چاہیگا سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشیگا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے۔ کیونکہ اگر بھائی دعائیں نہ کریں تو محض گفتگو سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ ہی ہے جو ہمارے کام کو بنا دے اور بنائے۔ دوست اس عاجز کے لئے بھی دعا فرماویں۔ یہاں سردی اور گرمی ہر دو انتہا درجے کی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے امن و آرام میں رکھے۔ اور دکھ اور ابتلاء سے بچائے رکھے۔ والسلام

عاجز

خاکسار سید فتح علیشاہ۔ احمدی از بغداد

## احمدی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان توجہ فرماویں

سلسلہ عالیہ کی اہم ضروریات اور جماعت کے مفاد کو مدنظر رکھ کر جو سرکلر لیٹرز جماعت کے نام بھیجی جاتی ہیں احباب ان کا جواب دیتے وقت اس امر کا لحاظ ضرور رکھیں کہ ایک خط میں دو یا تین قسم کے امور کو خلط نہ کریں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک لفافہ میں کئی باتوں کے جدا جدا جواب لکھے ہوئے ہوں ایک ہی خط پر مختلف باتوں کے جواب دینے سے ترتیب کاغذات میں دقت پیش آجاتی ہے اس لئے آئندہ از راہ کرم جدا جدا جواب دیں۔ شیر علی ناظر امور عامہ

---

**اطلاع** بخدمت خریداران ریویو۔ بعد اپریل ۱۹۱۹ء کا پرچہ ریویو اردو چندہ کیلئے سب صاحبان کے نام وی پی ہوگا

**درخواست دعا** جناب حاجی عبدالقدیر صاحب احمدی سوداگر شاہجہانپور کے صاحبزادے برادر حاجی عبدالقدوس صاحب سخت بیمار ہیں

[illegible] خلیفہ رشید الدین ایم - ایم سی [illegible] قائم مقام افسر صیغہ اشاعت اسلام - قادیان - [illegible] مبتلا ہیں - احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# الفضل

قادیان دارالامان ۱۰۔ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

## احمدیہ جماعت کی مسلمہ وفاداری

ہم گذشتہ الفضل میں مختصراً اس کیمونک کا ذکر کر چکے ہیں۔ جو گورنمنٹ پنجاب نے موجودہ شورش کے متعلق احمدیہ جماعت کی خدمات کے بارے میں شائع کی ہے۔ اب اسے اخبار حق سے نقل کیا جاتا ہے

"قادیان کی جماعت احمدیہ نے مفسدات کے فرو کرنے اور خلاف قانون شورشوں سے جن کے باعث پنجاب بدنام ہو گیا ہے اپنے آپ کو الگ رکھنے میں جس ہمت اور مستعدی سے کام لیا ہے۔ اس کی رپورٹ پنجاب گورنمنٹ کو موصول ہوئی ہے جماعت احمدیہ مذکور برابر اپنے متبعین سے یہ نصیحت کرتی رہی ہے۔ کہ وہ اس تحریک سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔ اور اس کی کوششوں کی نسبت یہ رپورٹ ہوئی ہے۔ کہ وہ پورے طور پر کامیاب ہو گئی ہیں"

ہم خوش ہیں۔ کہ جو فرائض احمدیت نے ہم پر عائد کئے تھے ان سے اپنے موجودہ امام کی ہدایات کے مطابق عہدہ برآ ہوئے اور وہ وقت آ گیا کہ حضرت مسیح موعود کی وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہو جس میں آپ نے بتایا تھا۔ کہ ایک وقت آئیگا جو گورنمنٹ کی نسبت ہماری کمال وفاداری کھل جائیگی اور ظاہر ہو جائیگا کہ بلحاظ جماعت منظم یہی ایک جماعت ہے۔ جو دل و جان سے اپنے مذہبی عقیدہ کی بنا پر حکومت وقت کی فرمانبردار ہے۔ اس کا مفصل ذکر ہم دوسرے نمبر میں کریں گے۔ فی الحال ہم ان کاموں کا کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو اپریل کے مہینے میں محکمہ نظارت امور عامہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے گئے۔

(۱) یکم۔ اپریل۔ جب ایجی ٹیشن کے آثار نظر آئے۔ تو احمدیہ جماعت کے تمام سکرٹریوں کو سرکلر بھیجا گیا کہ وہ اس ایجیٹیشن سے نہ صرف خود بالکل الگ رہیں بلکہ لوگوں کو سمجھائیں۔ اور گورنمنٹ کو ہر طرح سے مدد دیں چنانچہ احمدیوں نے باوجود خطرات نقصان مال و جان و آبرو کے اس کی پوری پوری تعمیل کی۔ چنانچہ اس کی کئی ایک مثالیں ہیں۔ کہ ہمارے بعض کلرک ہڑتال والے دن کام پر چلے گئے۔ تو ان کو ان کے ہم پیشوں نے بہت دق کیا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہے۔ (۲) کالجوں کے احمدی طلبا بھی کالجوں میں حاضر ہوتے رہے۔ ان کے فیلو طلبا ان کو ڈراتے اور دھمکاتے رہے۔ چنانچہ میڈیکل کالج میں سب احمدی طلبا ہی حاضر ہوئے۔ اور پرنسپل کے آگے انھوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔

(۲) جب لاہور و امرتسر کے افسوسناک حالات کی اطلاع پہنچی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے علاقے کے معتمدین کو جمع کیا۔ جن میں ہر مذہب کے آدمی شامل تھے پنجابی میں تقریر فرمائی۔ اور ان سے حلفیہ معاہدہ لکھوایا کہ وہ ہر حالت میں گورنمنٹ کے وفادار رہیں گے۔ اور اپنے اپنے علاقے میں کسی قسم کا فساد نہ ہونے دیں گے۔

(۳) پانچ معتمدین کی ایک کمیٹی بنائی گئی کہ وہ اس شورش کے دفعہ کرنے کے لئے مختلف ذرائع سے کام لیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا معاہدہ چھپوا کر تمام انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹریوں کو بھیجا گیا۔ کہ وہ اسے اپنے اپنے حلقہ اثر میں اشاعت دیں کریں۔

(ب) مختلف قسم کے ٹریکٹوں کی تقسیم جس کے ذریعہ سے رولٹ ایکٹ کے صحیح معنی واضح ہوں۔ اور غلط افواہوں کی تردید۔ چنانچہ اس کے متعلق چھ ٹریکٹ نکلے ہیں۔ جو تمام سکرٹریوں کو مختلف دیہات و قصبات میں تقسیم کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ پہلے ٹریکٹ میں رولٹ ایکٹ کے مضمون کی تشریح آسان زبان میں تھی دوسرے ٹریکٹ میں یہ دکھایا گیا کہ موجودہ شورش ایک سیاسی غلطی ہے۔ جو ہمارے بعض ہموطنوں نے کی ہے اور یہ ہندوستان کی آئندہ ترقی کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ تیسرے میں سکھوں کو ورچ بھگتی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور ان کی مستند کتابوں سے مذہبی احکام دکھائے گئے۔ یہ ٹریکٹ گورمکھی میں بھی شائع کیا باقی ٹریکٹ بھی اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ ایک پنجابی نظم "برکات انگریزی" اکا رسالہ غلط فہمیوں کا ازالہ شائع ہوئی ہے۔ جو مفت تقسیم ہو رہی ہے۔

(ج) ہندوستان کے سربرآوردہ لیڈروں کی رائے موجودہ شورش کے خلاف لیکر لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں نہ صرف ان کے مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ ان کے دانشمند سیاسی لیڈروں کے نکتہ خیال سے بھی قابل ملامت ہے۔

(د) پنجاب میں جماعت احمدیہ پرائمری اسکول بچاس کے قریب ہیں انکو ہدایت کی گئی کہ وہ بچوں میں وفادارانہ خیالات بچپن میں پھیلائیں۔ (ہ) ۲۰۰ احمدی مبلغین کو ملک میں محض اس غرض کے لئے دورہ کرنے کے لئے ہدایت کیگئی۔ بلکہ اس سلسلہ کو بنگال اور بمبئی و الہ آباد و مدراس تک وسیع کیا گیا۔ جہاں ہمارے مبلغین کام کر رہے ہیں۔ اور کریں گے۔

(و) دارالامان قادیان سے ۴۰ آدمیوں کو گورداسپور کی چاروں تحصیلوں میں گشت کرنے کے لئے بھیجا گیا کہ وہ سرکار کی نسبت کچھ وفادارانہ خیالات پھیلائیں۔ اور رولٹ ایکٹ کے متعلق غلط افواہوں کی تردید کریں۔

(ز) تمام احمدیہ انجمنوں کی خدمات گورنمنٹ کے حضور پیش کیگئیں۔ کہ ان انجمنوں سے تحفظ امن کے متعلق جس قسم کی مدد درکار ہو لیجائے۔ (ح) قادیان سے نکلنے والے مقامی اخبارات نے اس بارے میں وفادارانہ مضامین شائع کئے (ط) حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بارے میں خصوصیت سے اپنے خطبات جمعہ میں زور دیا کہ تمام احمدی جماعت گورنمنٹ کی اطاعت شعارانہ امداد میں لگ جائے

# ظالم کا پاداش

کبھی ہم نہ سمجھے تھے ستم خالی نہ جائیگا
گرے گا قطرہ اک دن خون شہیداں رنگ لائیگا

۲۴ - اپریل کا اخبار پائنیر الہ آباد مشتہر ہے - کہ ۱۴ - اپریل کو کابل میں ایک دربار عام منعقد ہوا جس میں سردار نصر اللہ خاں امیر حبیب اللہ خاں کے قتل کی سازش میں ملوث ظاہر کئے گئے اور انہیں حبس دوام کی سزا دیگئی - اسی قسم کی سزائیں خدمت گذار کو بھی دیگئی - جو شریک جرم تھا - ایک افغانی کرنیل کو جس نے یہ قتل کیا تھا - سزائے موت دیگئی جس وقت جلال آباد کے فوجی افسروں نے سردار نصر اللہ خاں سے اپنا عہد عقیدت واپس لیا - تو مصاحبوں کے زبردست جلسے کے ساتھ نہایت بیعزتی کا سلوک کیا جس میں سابق کمانڈر انچیف بھی شامل تھا مگر دربار میں یہ سب لوگ عزت سے بری کر دیئے گئے - ان واقعات کے متعلق بیان کیا جاتا ہے - کہ بغیر کسی اندرونی خلفشار کے وقوع میں آنے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے - کہ نئے امیر کی طاقت زبردست ہے - اور نوجوان ہے - یہ بات بھی قابل تعجب ہے کہ امیر کے قتل کی پاداش میں صرف چند لوگوں کو سزائیں دی گئیں "

اس خبر کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اور آپ کے غلام اور ظل اور بروز احمد کا خدا ہے کیسا شدید البطش خدا ہے - یہ سچ ہے کہ وہ ظالم کو ایک حد تک مہلت دیدیتا ہے تاکہ اس کی شرارتوں کا پیمانہ چھلک جائے - یا ایسا ہو کہ عاقبۃ الامر اس کی اصلاح مقدر ہو - یا اس کی صلب سے کوئی ایسا پاک انسان پیدا ہو جو خدا کے رستہ میں فدا شدہ ہو - لیکن جب پکڑتا ہے - تو پھر ان بطش ربک لشدید کے ماتحت " دیر گیرد سخت گیرد " کا نقشہ دکھلا دیتا ہے -

سید الشہداء حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کا جرم کیا تھا - وہی جو صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کہ آپ نے اس شخص کو پہچان لیا تھا جس کا آنا اس زمانہ کے لئے مقدر تھا - اور جو عین وقت پر ظاہر ہو چکا تھا - اس جرم کے سوا اس مظلوم پر اس پرستار حق پر کوئی الزام نہ تھا - اس نے حاکم وقت سے بغاوت نہیں کی تھی - اس نے سلطنت کی طمع سے تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ کو قتل نہیں کیا تھا - مگر اس کے لئے روا رکھا گیا کہ اسے پابجولاں کیا جائے طوق و سلاسل پہنائے جائیں - اسے گڑھے میں ڈالا جائے - اس پر سنگباری کی جائے - اگرچہ اس کی قید مظلومی کی قید تھی - مگر وہ قابل شرم نہ تھی اس کو طوق و سلاسل میں ڈالنا ایک مصیبت انگیز اور تکلیف دہ بات تھی - مگر ایسی نہ تھی کہ جس سے وہ لوگوں کے سامنے شرمندہ ہو کر سرافگندہ ہو جاتا - کیونکہ یہ تمام تکلیفیں اسکو راستی قبول کرنیکی وجہ سے دیجا رہی تھیں - لیکن صادق کو ماننے والے صادق کی معیت اختیار کرنے والے فدا کاران صداقت بزدل نہیں ہوتے - جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

" صادق بزودے نہ بود اگر بیند خیانت ل

پس اس پر یہ تمام آفتیں آئیں - تو اس نے ان کو برداشت کیا اور خوش ہوا کہ اس نے امتحان عشق میں کامیابی حاصل کی لیکن نصر اللہ خاں وہ نصر اللہ خاں جو " مریداں مے پرانند " پر عمل کر کے اپنے پیر کو بڑا بنانے کے لئے - اسے جو خدا کا بنایا ہوا تھا گرانے کے لئے ہر قسم کی ریشہ دوانیوں میں مشغول ہوا اسی نصر اللہ خاں نے اسے جو مسیح موعود کے صحابہ میں داخل ہو کر نبی کریم کے صحابہ کا ہمسر تھا - بیدردی سے قتل کرا ڈالا - آج اس نصر اللہ خان کو دیکھو کہ طوق و سلاسل میں ہے مگر کسی صداقت کی وجہ سے نہیں - اس لئے نہیں کہ صحیح بات کی تائید کرنے پر اسپر یہ بار گراں اور مصیبت کا پہاڑ ڈالا گیا ہے - بلکہ آج وہ ایک باغی ہے جس نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی - آج وہ ایک غدار ہے کہ جس نے اپنے حاکم کے خلاف سازش کی آج وہ ایک قاتل ہے جس نے ایک نفس کو ذبح کیا - اور اس کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے - آج وہ ایک سنگدل اور حقوق اخوت کو پامال کرنیوالا ظالم اور سنگدل بھائی ہے - جس کے ہاتھ بھائی کو قتل کرنے کیلئے بڑھے - وہ غاصب ہے جسنے بھائی کو قتل کر کے خود اس کی جگہ تخت کو غصب کرنا چاہا - پس اس کو جو طوق و سلاسل پہنائے گئے ہیں - وہ خواہ کتنے ہی ہلکے اور نازک ہوں - اس کے لئے بھاری اور سخت ہیں - کیونکہ اس کا جرم قلب اس کو ذبح کرنے اور اس کی گردن اور مغز در گردن کو توڑنے کے لئے کافی ہے دیکھو دیکھو اور خدا کے لئے غور کرو کہ زمانہ کیسے کیسے بدلے لے رہا ہے - کابل کے بعض مغرور اور خود پسند لوگوں نے خیال کیا تھا کہ ہم کربلا کے شہداء کی طرح اس فاطمہ کے جگر کے ٹکڑے کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے - مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ اب زمانہ بدلے لینے پر تلا ہوا ہے - یہ سچ ہے کہ انہوں نے اسکو شہید کر دیا - مگر اس کے خون نے پہلے ظالم کے رشتہ حیات کے انقطاع کے لئے یہ صورت اختیار کی کہ جو اس مظلوم پر پتھر برسانے میں شامل تھے ......

...... مگر ابھی خدا کا انتقامی ہاتھ پیچھے نہیں ہٹا تھا بلکہ سازش کرنے والے نصر اللہ کو بھی عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال دیا - مندرجہ بالا خبر میں لکھا ہے کہ

" تعجب ہے کہ امیر کے قتل کی پاداش میں صرف چند لوگوں کو سزائیں دی گئیں "

مگر میں کہتا ہوں کہ اگرچہ ظاہر نظر میں یہ امیر کے قتل کی پاداش ہے - مگر حقیقت بیں جانتے ہیں - کہ یہ اس شہید کے خون ناحق کا پاداش ہے - جس کے لئے کابل کی زمین خدا کی نظروں میں مغضوب ٹھہری - اور ہلاکت شدہ قرار دیگئی - پس یہ جو کچھ ہو رہا ہے

یہ ظالم کا پاداش ہے۔ جو باقی تھا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جسے قلب سلیم دیا گیا ہے۔ وہ اس سے عبرت پکڑے۔ کیونکہ خدا اپنے اس نبی کو جس کو دنیا نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر و نفرت سے رد کردیا۔ سربلند اور قبول کرنا چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اسکی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کردے کیونکہ وہ اس زور آور خدا کا نبی اور رسول ہے جس کے مقابلہ کی دنیا میں طاقت نہیں۔

## اجمیر کے عرس کی خصوصیات

### ایک زائر اجمیر کی زبان قلم سے

۲۷۔ اپریل ۱۹۱۹ء کے روزنامہ ہمدم کے صفحہ ۳ پر عرس اجمیر شریف کے عنوان سے خاص نامہ نگار ہمدم کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ صاحب مضمون "ارباب نشاط کی کثرت اور اس کے نقصانات" کی جلی سرخی کے ماتحت تحریر کرتے ہیں۔ کہ :-

"تین گروہ اب کے سب سے زیادہ تھے علماء۔ گداگر۔ اور زنان بازاری۔ ممکن ہے۔ کہ زنان بازاری کی شرکت کو کچھ لوگ ان کے اعتقادات و ارادت کے لحاظ سے اور کچھ لوگ سمعی و نظری دلچسپی کے لحاظ سے زیادہ بیجا نہ سمجھتے ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے مفلس مسلمانوں کا مالی اور اخلاقی نقصان اتنا شدید ہوتا ہے۔ کہ مدت العمر اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ درگاہ بازار کی دونوں سمتیں دہلی کی چاوڑی ۔ یا لکھنؤ کا چوک معلوم ہوتی تھیں۔ اور ایک زائر جو درگاہ کے بلند دروازے کو دیکھ کر سر نیاز جھکا لیتا ہے۔ اور درود و سلام پڑھنے لگتا ہے اس کے شغل میں ہار۔ سہرے نسیم اور طبلہ کی آواز مخل ہوتی ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی ٹھوکریں اور دھکے کھاتا ہے جن کی نظریں کوٹھوں پر لگی ہوتی ہیں۔ اور پاؤں رستہ طے کرتے ہوتے ہیں۔ مالی نقصان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ کوٹھوں پر نوجوانوں کی جیبیں ایک دوسرے کی ضد میں برابر خالی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور بعض وقت احباب سے اشارۃً قرض لینے تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ نزاعیں اس کے علاوہ ہوتی ہیں۔ میں نے خود ایک حلوائی کی دوکان پر دیکھا کہ ایک صاحب نے [illegible] آکر کہا کہ تین روپیہ سیر والے میں سے ۵۰ روپیہ کا ...... کے پاس بھجوادو۔ یہ تو مالی نقصان کی کیفیت ہے۔ اور یہ اندازہ کرنا سخت مشکل ہے کہ کتنا روپیہ مسلمان شریک ہوکر ان عروس عصمت فروش کے نذر کرتے ہیں۔ مگر اخلاقی نقصان اس سے زیادہ درد انگیز ہے۔ خاص درگاہ میں کوئی نو ہزار نو سو مردوں کی نگاہیں برقعوں اور چادروں میں گھستی نظر آتی ہیں۔ یہ ایسا حیا سوز نظارہ ہوتا ہے۔ جسے دیکھ کر آنکھیں رونے لگتی ہیں۔ اور دل چیخ اٹھتا ہے

بر احوال آن قوم باید گریست
کہ بے عصمتی باشدش شرط زیست

پھر آگے منتظم کمیٹی اور دیوان صاحب کو اصلاح کے لئے متوجہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"ورنہ واضح رہے کہ وہ اپنی صحبتوں میں اتنی تعداد کے مسلمان نہیں بناتے جتنی تعداد میں شیطان یہاں مرید کر لیتا ہے"

آہ! آہ!! صد آہ! - اجمیر وہی اجمیر ہے۔ کہ جہاں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر قیام فرمایا تھا۔ اور جن کے فیض صحبت سے اسلام نے ملک ہند میں شیوع پایا تھا۔ اور جہاں پر روحانی بارشیں ہوئی تھیں۔ لیکن آج وہاں کی یہ کیفیت ہے۔ احباب کو بھولا نہ ہوگا۔ کہ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے اسی مقام پر خدا کے مسیح کے خلیفہ ثانی کو مقابلہ کیلئے بلایا اور مباہلہ دی تھی لیکن بالآخر حق کی سخت گرفتوں سے رم بخود ہوگئے تھے۔

خواجہ صاحب بتادیں کہ کیا اب بھی تمہارے رسول وغیرہ میں روحانی برکتیں ہیں۔ اگر ہوتیں تو یہ نظارہ وہاں نظر نہ آتے۔ کیا اب بھی تم پتھروں میں نور خدا کی تلاش کرتے چلے جاؤ گے۔ اور اس نور کو نہیں پہچانو گے جو خدا نے اس زمانہ کو روشن کرنے کے لئے زندگی بخش برکات کے ساتھ بھیجا اور دیکھو کہ آج قادیان کے سوا کہیں نور نہیں۔ کہیں سے روحانی زندگی نصیب نہیں ہوتی۔ آج روشنی یہاں سے ملتی ہے۔ آج زندہ خدا والے یہاں ملتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا ہی پیارا حقائق شعر خدا کے مسیح کا ہے

بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے شبان تیرہ من تابندہ ام

---

## قادیانی جماعت کی یورش

اس عنوان سے اخبار اثنا عشری دہلی لکھتا ہے سید نثیر حسین صاحب ترمذی چھپاری سے ایک طویل خط بھیجکر قادیانیوں کے رسالہ تشحیذ الاذہان کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آپ نے وہ رسالہ بھی روانہ فرمایا ہے۔ جس میں شیعوں پر حملہ کیا گیا ہے۔ اور جس کے شروع میں روشن خیال ایڈیٹر نے عجیب مضحک طریقہ کے ساتھ بحار الانوار کی حدیثوں سے "غلام احمد" کے نام کا استخراج کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے اس مطلب خاص کیلئے ایک زبردست مشنری کی بنیاد ڈال رکھی ہے۔ ....... ..... اس کے لئے ضرورت ہے کہ ایک ہفتہ وار علمی

رسالہ خاص اسی مطلب کے لئے اجرا کیا جائے یہ رسالہ کسی شخص واحد کے زیر اثر نہ ہو۔ بلکہ ایک قومی فنڈ کھولا جائے۔ جو اس کے اخراجات کا کفیل ہو۔ اس فنڈ کا افتتاح لاہور میں کیا جائے اور وہیں سے یہ رسالہ شائع ہو۔ شیعیان پنجاب خصوصیت کے ساتھ اس میں دلچسپی لیں کیونکہ فتنہ قادیانی وہیں سے اٹھا ہے اور وہیں کے عوام پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے بغیر اس کے ہرگز اس مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی......... قادیانی جماعت جسقدر مکار ہو سکے معلوم ہے اسی قدر اس کا جوش بھی بڑھا ہوا ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ اس کا مقابلہ پوری قوت اور پورے جوش سے کیا جائے۔ کب تک ادھر ادھر مضمون شائع کر دینے سے کام چلتا؟

جن الفاظ میں ہمارے معزز ہمعصر اثنا عشری نے احمدی جماعت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف یہ شعر پڑھ دینا کافی سمجھتے ہیں سہ

دشنام کر در مذہب طاعت باشد
مذہب معلوم اہل مذہب معلوم

بہتر ہو اگر اثنا عشری بجائے گالیاں دینے کے بجائے افتراء کے جس حوالہ سے حجۃ اللہ علی الارض الامام القائم کا نام غلام احمد دکھایا گیا تھا اس پر کچھ جرح کرتے ہمیں قائل معقول کرتا۔ باقی رہا پنجاب کے شیعوں کے جذبات ہمارے خلاف برانگیخت کرنا اس کے متعلق آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس کے پیرو ہیں جس نے اعلان کر رکھا تھا سہ

وان ناضلتنی فنزی سہامی
ومثلی لا یفر من النضال

فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون۔

# جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا

اخبار نور افشاں ۲۔ مئی۔ غیر تمندوں کی دو بلائیں کے عنوان سے لکھتا ہے "حاجی پور کے مسیحی گرلز سکول پر بعض شورش پسندوں نے حملہ کرنا چاہا۔ یہ چودہ بدمعاش تھے۔ ان کا ارادہ بد دیکھ کر.................

ان دو مسیحی نوجوانوں کے تن بدن میں غیرت کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے جنانچہ لاٹھیاں چل پڑیں چودہ کے مقابل میں بھلا دو کی کیا حقیقت تھی۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے۔ ان دو نوں غیرتمند اور دلیر دلوں نے وہ لاٹھیاں چلائیں۔ کہ تمام اشرار ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بدحواس ہو کر بھاگ نکلے اور اگرچہ ان دونوں نوجوانوں کو بھی قدرے خفیف سی چوٹیں آئیں تو بھی آن کی آن میں میدان صاف ہو گیا شاباش بہادرو"۔

جو کچھ ان مسیحی نوجوانوں نے کیا بالکل درست کیا ہم ہوتے تو ہم بھی ان کے دوش بدوش کام کرتے مگر کیا ہم اتنا عرض کر سکتے ہیں کہ ہمارے مسیحی دوستوں نے اپنی مذہبی تعلیم کی خلاف ورزی تو نہیں کی۔ خیر خوشی کی بات ہے کہ زبانی نہیں تو عملی طور پر اسلام کی تعلیم کا اقرار کر لیا گیا۔ اور یہ شہادت دی گئی کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال آگے رکھدینے کی تعلیم ایک خاص زمانے کے لئے تھی۔ ہر زمانے کے لئے ہر حالت میں کام دینے والی جو مکمل تعلیم ہے وہ یہ ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفیٰ واصلح فاجرہ علی اللہ سختی کا مقابلہ ویسی ہی سختی ہے۔ اور جو معاف کر دے اور اس عفو سے اصلاح ہوتی ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

# رولٹ ایکٹ پر نظر

نظارت امور عامہ سے موجودہ ناعاقبت اندیشانہ شورش کے فرو کرنے کے لئے جو ٹریکٹ شائع ہو رہے ہیں ان میں سب سے پہلا ٹریکٹ جو نکلا اسی کا نام تھا۔ "رولٹ ایکٹ پر ایک نظر" اس کے متعلق اخبار حق نے یہ ریویو لکھا ہے:۔

"یہ ٹریکٹ مولوی ظہور الدین صاحب اکمل قادیان نے تصنیف کیا ہے۔ جس میں رولٹ ایکٹ پر مختصر الفاظ میں جامع تنقید کی گئی ہے۔ اور اس خیال سے کہ لوگ اس کو پڑھ کر اپنی رائے قائم کر سکیں۔ رولٹ ایکٹ کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ٹریکٹ اس قابل ہے کہ لوگ اس کو نگاہ غور سے پڑھیں۔ اور سنی سنائی باتوں سے احتراز کریں"۔

# مدرسہ الٰہیات کانپور میں دینی تعلیم

مدرسہ الٰہیات کانپور کی بابت ہمارے مبلغین اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں ہم گئے۔ جناب آزاد سبحانی سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا کہ آپ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں؟ تو کہنے لگے آجکل تو قرآن کریم نہیں پڑھایا جاتا۔ پھر ہمارے فاضل مبلغ نے پوچھا کہ حدیث؟ تو کہنے لگے اس کا بھی درس نہیں۔ دریافت کیا کہ حدیث کی کوئی کتاب پڑھائی جاتی تھی۔ کہنے لگے ایک مختصر سی کتاب بطور نمونہ پڑھا دیتے ہیں۔

ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس مدرسہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم کا یہ حال ہو اسے الٰہیات کہنے کے کیا معنی ہیں آزاد سبحانی صاحب نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ رات خلافت کے متعلق اہلحدیث کانفرنس میں تحریک کی گئی تھی۔ کہ گورنمنٹ سے عرض کی جائے۔ کہ وہ اسلامی معاملات میں دخل نہ دے۔ آپ نے بجا یا ساتھ نہ دیا۔

# خطبہ جمعہ

## امن قائم رکھنا ہمارا مذہبی فرض ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
(فرمودہ ۲۵ - اپریل ۱۹۱۹ء)

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چند دن سے چونکہ میرے حلق میں تکلیف ہے - اس کی وجہ سے میں زیادہ نہیں بول سکتا اس لئے میں مختصراً آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے بہت مفید اور نہایت ضروری ہے۔

### خدا کی نعمتوں کی ناقدری کے نتائج

یاد رکھو کہ خدا کی جو نعمتیں آتی ہیں - اور اس کے جو احسان و انعام ہوتے ہیں - ان نعمتوں اور احسانوں اور انعاموں کے رد کرنے والے دنیا میں بڑا دکھ پاتے ہیں - اور ہم دیکھتے ہیں کہ عموماً کچھ مدت بعد لوگ نعمت کو بھول جاتے ہیں - اور ان کو نعمت کی قدر نہیں رہتی - کیونکہ عموماً طبائع ایسی ہیں جو کہ تغیر کو پسند کرتی ہیں - ایک شخص کو خاص قسم کا کھانا ملے اور متواتر ملتا رہے چند عرصہ کے بعد وہ شور مچا دے گا جن لوگوں کو عمدہ غذائیں ملتی ہیں - وہ ادنیٰ غذاؤں کی طرف توجہ کرتے ہیں - جہاں غریب اس خیال میں ہوتا ہے - کہ امیر خدا جانے کیا نعمتیں کھاتے ہیں - وہاں امیر اگر کسی غریب کے گھر کے پاس سے گذریں گے تو کہیں گے - کہ ہمارے ہاں سب کچھ پکتا ہے - لیکن جیسی اس غریب کے ہاں کی ہنڈیا سے خوشبو آرہی ہے - ویسی ہمیں کبھی اپنے کھانوں سے نہیں آتی - حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے - کہ امرا کو ان نعمتوں کی قدر نہیں ہوتی - اس لئے وہ ان کے لئے بے لذت ہو جاتی ہیں -

ایک رئیس جو غدر میں تباہ ہو گیا - اس کے متعلق مشہور ہے - کہ وہ روز سپاہی کو حکم دیتا تھا کہ کسی غریب کی ہنڈیا اٹھا لاؤ - اور جو اس کا اپنا کھانا ہوتا تھا - وہ اس کے ہاں بھجوا دیتا تھا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ بڑا نفس کش اور متقی آدمی تھا - بلکہ اسکی وجہ یہ تھی - کہ خدا نے اس کو جو نعمتیں دے رکھی تھیں وہ ان کی قدر نہیں کرتا تھا -

غرض بہت انسان تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بہت جلد ایک حالت سے گھبرا جاتے ہیں قرآن کریم میں ایک قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے - کہ وہ خدا کی ناشکری میں یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ وہ آبادی سے گھبرانے لگ گئی تھی - اور اس امر کی خواہاں تھی کہ خدا نے ان کے ملک کو کیوں اسقدر آباد بنا دیا ہے کہ جنگل کوئی نظر ہی نہیں آتا - پھر خدا نے اس قوم پر عذاب بھیجا - اور اس قوم کو تباہ کیا - تعجب انسان کی عقل ماری جاتی ہے اچھی بات بری معلوم ہوتی ہے اور عجیب عجیب بے اٹکل سوچنے لگتے ہیں بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے جو ہم پر احسان کیا ہے وہ احسان کہاں ہے اس میں اس کا ذاتی فائدہ بھی تھا - مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر کسی شخص کا کسی بات میں ذاتی فائدہ بھی ہو تو وہ نیکی کیوں نہیں رہتی *

### احسان کے معنی

احسان کے صرف اتنے معنی ہیں کہ ایک شخص کسی دوسرے کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جس میں اس دوسرے شخص کا فائدہ ہو اور اسکی نیت ہو کہ اس کو آرام ملے اور یہ بات احسان کے منافی نہیں ہے کہ جس کسی نے بھلائی کی ہے اس کو بھی اس کے ذریعہ کوئی فائدہ پہنچتا ہو - اگر کسی اپنی غرض کے باعث احسان احسان نہیں رہتا تو ماننا پڑیگا کہ خدا کا بھی نعوذ باللہ کوئی احسان نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے - کہ اس نے انسان کو جو پیدا کیا ہے اسکی خاص غرض اور منشا ہے - جیسا کہ فرمایا ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون کہ ہم نے انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے - کہ وہ ہماری عبادت کرے تو اب دیکھو کہ خدا کے مخلوق پیدا کرنے میں بھی ایک غرض اور غایت ہے - تو کیا اس طرح کوئی شخص کہہ سکتا ہے - کہ خدا کا ہم پر احسان نہیں ہے - کیونکہ اس نے ایک غرض سے پیدا کیا ہے یہ ایک موٹی بات ہے اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے - کہ اللہ کی صفت خالقیت تقاضا کرتی ہے - کہ وہ پیدا کرے تو کوئی نادان کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو کیسے ثابت ہوتا کہ وہ خالق ہے - یا اگر وہ رحم نہ کرتا - تو رحیم کیسے کہلاتا یا اگر وہ ربوبیت نہ کرتا تو رب کیسے کہلا سکتا تھا - پس یہ جو کچھ وہ کرتا ہے یہ اسکی صفات کا تقاضا ہے - اگر وہ یہ کام نہ کرتا - تو اسکی صفات کا کس طرح اظہار ہو سکتا تو یہ کام یعنی رحیمیت رحمانیت اور ربوبیت وغیرہ ہم پر کوئی احسان نہیں یا مثلاً اگر کوئی دکھ اور آفت اور مصیبت میں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دکھ اور آفت کو دور کرتا ہے کیونکہ وہ رؤف ہے

اور پھر یہی طریق انسانوں میں چلیگا - اور ماں باپ کے متعلق کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ماں باپ کا ہم پر کیا احسان ہے انہوں نے اپنے خاص اغراض کو پورا کیا - اور نتیجہ انکی ولادت کی صورت میں ظاہر ہو گیا - اور ماں نے جو انکو گود میں پکڑا یا دودھ پلایا پرورش کیا تو یہ اس نے اپنی ممتا کے تقاضا سے کیا ہم پر کوئی احسان نہیں کیا یا مثلاً شاگرد کہے کہ استاد نے مجھ پر احسان نہیں کیا - وہ تنخواہ لیتا تھا مجھکو پڑھاتا تھا - پس یہ اصول نہایت غلط ہے کہ چونکہ نیکی کرنے والے کو بھی کچھ فائدہ پہنچتا ہے - تو اس طرح گویا وہ نیکی اور احسان زائل ہو جاتا ہے - کیونکہ احسان کی یہ تعریف درست ہی نہیں کہ ایسا کام جس سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچے اور کام کرنے والے کی اس میں نہ کوئی غرض ہو - اور نہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو ہاں کوئی شخص کسی سے کوئی ایسا سلوک کرے جس سے اس کو نقصان پہنچ سکتا ہو لیکن خدا اس کے اس کام کو اس کے حق میں بجائے بدی اور نقصان کے مفید اور بابرکت کر دے تو یہ جدا بات ہے اگر یہ نہیں تو ہر ایک کام جس سے کسی کو فائدہ پہنچے اور فائدہ پہنچانے والے کو بھی کچھ فائدہ پہنچ جائے تو یہ

سب احسان میں داخل ہے۔

اگر یہ ہو تو تمام احسانات خدا کے احسان والدین کے احسان اور استادوں کے احسان سب مٹ جاتے ہیں۔

یہ احسان کی تعریف جو لوگ کرتے ہیں۔ غلط تعریف ہے۔ کسی غرض و غایت کا ہونا احسان کے منافی نہیں ہوتا۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنے

## احسان بعض دفعہ بندوں کا نہیں ہوتا مگر بندوں کے ذریعہ خدا کا ہوتا ہے

کے قابل ہے۔ کہ بعض باتیں جو بندوں کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوتی ہیں اگر انہیں بندوں کا احسان نہ بھی مانا جائے۔ اور یہی تسلیم کر لیا جائے کہ ان بندوں کا بھی فائدہ ہے تو بھی ان کے متعلق تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے احسان ہیں۔ گو بندوں کے ذریعہ ہیں اس لئے ہمیں انکی قدر کرنی پڑتی ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اس زمانہ میں بہت سے علوم نکلے ہیں جو دنیا کے لئے بہت مفید ہیں۔ اور انکو استعمال کرنے سے دنیا کو بہت سے فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ مثلاً قسم قسم کی ایجادیں ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ ان ایجادوں سے تاجروں کو بھی فائدہ ہے۔ اور ان کو کسی خاص شخص کو فائدہ پہنچانا مدنظر نہیں لیکن اس میں کلام نہیں کہ اس ایجاد سے ہمکو ایک فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تو اس کارخانہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا ہم پر ایک احسان ہو گا۔ اگر ہم اس کارخانہ کو توڑ دیں اور جلا دیں۔ تو بیشک یہ کارخانہ دار کو نقصان ہو گا۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم نے اسکی احسان فراموشی کی۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے اس فعل میں خدا تعالےٰ کی احسان فراموشی ہو گی جس نے اس کارخانہ کے ذریعہ ہمارے لئے آسائش کے ذرائع مہیا کر دیئے تھے۔

پس بعض دفعہ خواہ اس انسان کا ہم پر احسان نہ ہو لیکن اس کے ذریعہ سے خدا کا ہم پر احسان ہوتا ہے۔ اگر ہم اس کو نقصان پہنچائیں۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے احسان کا کفران ہے۔ اور اسکی احسان فراموشی۔

غرض بعض لوگوں کا قاعدہ ہے۔ کہ ایک ہی حالت سے گھبرا جاتے ہیں۔ کوئی کپڑا ہو وہ جب تک وہ پھٹے نہیں تو کہینگے کمبخت پھٹنے میں ہی نہیں آتا۔ یا جوتہ چھ مہینے کی بجائے سال بھر تک چلے تو کہینگے کمبخت ٹوٹنے میں ہی نہیں آتا۔ اسی مزاج کے لوگوں کا انگریزی گورنمنٹ کے متعلق خیال ہے۔ کہ یہ ٹوٹتی کیوں نہیں۔ گویا گورنمنٹ کا کوئی قصور ہے تو یہ کہ یہ ٹوٹتی کیوں نہیں۔ حضرت مسیح موعود ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک گاؤں کا نام تھا "قم" بادشاہ وہاں سے گذرا اور وہاں ٹھہرا اور پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے بتایا گیا کہ اس کا نام ہے "قم" بادشاہ چلا گیا۔ اور حکم بھیجا یا قاضی قم انا عزلناک فقم۔ اے قم کے قاضی ہم نے تجھ کو معزول کیا پس اٹھ کھڑا ہو۔ قاضی کو جب یہ حکم ملا تو رو پڑا اور کہا کہ مجھے تو اس قافیہ نے تباہ کیا۔ محض قافیہ کے خیال سے بادشاہ نے یہ حکم بھیجا ہے۔ اور اس قافیہ نے میرا گھر تباہ کر دیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ

## ہندوستانیوں سے انگریزوں کا موجودہ اور چند سال گذشتہ کا سلوک

برا سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن آج سے دس پندرہ برس پہلے اگر سکنڈ کلاس میں دس دیسی ہوتے تھے اور ایک انگریز تو وہ دسوں اس قدر ڈرتے تھے جس کی حد نہیں۔ اور بعض انگریز بھی حکومت کے زعم میں برا رویہ اختیار کر لیتے تھے۔ اگر سکنڈ کلاس میں کوئی انگریز ہوتا۔ اور وہاں جگہ خالی ہوتی اور دیسی داخل ہونے لگتا تو وہ اسباب بنچ کے نیچے سے اٹھا کر سیٹ کے اوپر رکھ دیتا گو میرا تجربہ زیادہ نہیں۔ مگر میں نے خود یہ حالت دیکھی ہے۔ مگر اس کے بعد چند سالوں سے اس حالت میں ایک تغیر بھی دیکھا ہے۔ کہ ریل میں انگریز مسافر خود اسباب کو پرے ہٹا کر دیسیوں کیلئے جگہ خالی کر دیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپس کے سلوک میں پہلے سے بہت ترقی ہو رہی ہے۔ پس اب گورنمنٹ پہلے سے خراب نہیں ہو گئی۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کی نظر میں اس گورنمنٹ کی عمر لمبی ہو گئی ہے۔ یہ تو خیر ایک غیر ملک کی گورنمنٹ ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ بعض سنگدل ماں باپ کو گالیاں دینے لگتے ہیں۔ کہ کیوں نہیں مرتے۔ اگر مریں تو جائداد کو اپنے تصرف میں لائیں گورنمنٹ نے ان کو امن دا(ما)ن اور دیگر ہزارہا قسم کے فوائد پہنچائے ہیں۔ مگر لوگ ان احسانوں کو نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم پر ان کا کیا احسان ہے۔ کیونکہ یہ جو کچھ کرتے ہیں۔ اس میں ان کا اپنا فائدہ ہے۔ لوگوں نے یہ بتایا ہے۔ کہ یہ اصل ہی غلط ہے۔ کہ اس طرح احسان احسان نہیں رہتا۔ اگر نیکی کرنے والوں کو بھی کچھ فائدہ پہنچ جائے۔ اگر ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کا ہم پر کوئی احسان نہیں لیکن خدا کا تو ہم پر احسان ہے۔ کہ ان کے ذریعہ ہمیں بہت سے فوائد میسر ہو گئے۔ چلا ان کا ہم پر احسان نہ سہی لیکن خدا کا احسان ہے۔ کہ ہمارے لئے اس کثرت و بہتات سے کپڑا مہیا ہو گیا ہے۔ ابھی کچھ ہی زمانہ گذرا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں لوگ لنگوٹی باندھتے پھرا کرتے تھے۔ اسکی یہی وجہ تھی کہ کپڑا مہیا نہیں ہوتا تھا۔ جلاہوں کی بیشک یہ غرض نہیں ہوتی۔ کہ زید و بکر کو فائدہ پہنچے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ ہم ان کے کام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا ہم پر احسان ہے۔ تو اگر ہم ہر ایک کپڑے کے کارخانہ دار کو قتل کرنے یا اس کا کارخانہ جلانے لگیں تو بیشک اس کی احسان فراموشی نہیں کہینگے مگر کیا خدا کی بھی احسان فراموشی نہیں کرینگے جس نے ان کے ذریعہ سے ہم پر احسان کیا تھا۔ اسی طرح ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ گورنمنٹ کا ہم پر احسان نہیں مگر کیا خدا کا بھی اس ذریعہ سے ہم پر احسان نہیں ہے؟ اور کیا خدا کی احسان فراموشی کوئی چھوٹی اور ادنیٰ چیز ہے؟

## احسان کی قدر کرنا احمدیوں کا ہی کام ہے۔

ان شورش کے ایام میں ہماری جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے خلوص کے ساتھ فرمانبرداری دکھائی درحقیقت یہ بھی ایک ثبوت ہے ہمارے حق پر ہونے کا کیونکہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم پر احسان کیا تھا۔ اور ہم نے اس احسان کی خدا کے فضل سے قدر کی اور آپ کو مانا تھا۔ لیکن ہمارے مخالفوں نے خدا تعالیٰ کے اس احسان کو رد کر دیا تھا۔ چونکہ ہم نے اس احسان کو مانا تھا اس لئے ہمیں خدا کے دوسرے احسان کے قدر کرنے کی بھی توفیق دی گئی۔ اور جو مخالف تھے وہ عادی تھے۔ کہ خدا کے احسانوں کو رد کریں چنانچہ انھوں نے اس احسان کو بھی جو امن کی صورت میں ان پر کیا گیا تھا رد کر دیا۔ ہم نے جو کچھ کیا وہ ہمارا حق تھا۔ اور جو کچھ انھوں نے کیا ان سے یہی ظاہر ہونا چاہئے تھا۔

## دوسروں کو بھی امن رکھنے کا وعظ کرو

غرض اس وقت ہماری ہی جماعت ہے۔ جو بحیثیت جماعت اس احسان فراموشی سے بچی رہی۔ جو ہندوستان کی مختلف اقوام سے اس وقت ظاہر ہوئی ہے۔ مگر میں اس وقت آپ لوگوں کو یہ نصیحت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں کہ آپ لوگوں کا یہی فرض نہیں۔ کہ خود ان فسادوں سے بچیں۔ بلکہ آپ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ دوسرے لوگوں کو بھی ان حرکات سے باز رکھیں۔ کیونکہ اگر ہمسایہ کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو تو کوئی دانا خاموش ہو کر نہیں بیٹھا رہیگا وہ اس آگ کو بجھانے کی طرف توجہ کرے گا پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ہمسایوں کی آگ کو بجھائیں قرآن کریم میں آتا ہے لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کہ ظالموں کے پاس رہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آگ تم کو بھی پکڑے گی۔ دیکھو لاہور میں جو فوجی قانون جاری ہو رہے ہیں ان میں کوئی بات ایسی نہیں جو وفادار اور غیر وفادار میں امتیاز کرنے والی ہو۔ یعنی اگر کوئی وفادار شخص بھی رات کے مقررہ وقت کے بعد بغیر اجازت سرکار گھر سے نکلیگا تو اس سے بھی وہی سلوک ہوگا۔ جو ایک غیر وفادار سے ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو جو کچھ پہنچا اس میں سے ہماری جماعت کو بھی پہنچا۔ اگر ہم ان کو باز رکھ سکتے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ لوگ خود بھی محفوظ رہتے۔ اور ہماری جماعت پر بھی کوئی تکلیف نہ آتی۔ پس تمھیں چاہئے کہ دوسروں کو بھی امن کے قائم رکھنے کی ترغیب دلاؤ۔ دکھوں سے مت ڈرو اور مت خیال کرو کہ لوگ تمھیں تکلیف دیں گے۔ تکلیفوں سے ڈرنے والے بزدل ہوتے ہیں۔ تکلیف کو برداشت کرو کیونکہ مومن دلیر اور جری ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کی حفاظت میں ہوتا ہے اس لئے دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ طاعون کے دنوں میں ٹیکا ایجاد ہوا۔ لیکن حضرت صاحب نے اپنی جماعت کو اس سے بھی روک دیا۔ کیونکہ آپ کو خدا نے بتایا کہ میں ان کی حفاظت کرونگا۔ جو تیرے گھر میں ہونگے۔ اور الہام ہوا کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے۔ پس لوگوں کی دھمکیاں اور تکلیفیں کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ ہم سب کچھ خدا کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ڈر نہیں سکتے۔ جو قوم ڈرتی ہے۔ وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ موت ایک پردہ ہے جو ہم میں اور خدا کے درمیان حائل ہے۔ وہ پردہ اٹھتا ہے تو ہم اپنے خدا کو مل جاتے ہیں۔ پس مومن کسی کی ہنسی کی پرواہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا ہمارا دوست ہے۔ وہ لوگ نادان ہیں۔ جو ہم پر ہنستے ہیں۔ وہ نہیں جانتے اور وہ نہیں دیکھتے۔ جب ان کو معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس حق ہے۔ تب ان کی آنکھیں کھلینگی۔ اور وہ اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔

ہماری مثال تو ڈاکٹر کی ہے۔ اور ان کی مریض کی۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ جب ڈاکٹر نشتر لگاتا ہے۔ تو مریض اس کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر کا فعل اس کے فائدہ کے لئے ہوتا ہے۔ مریض کی گالیوں سے ڈاکٹر ناراض نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ یہ ناواقف ہے۔ تم کو خدا نے ڈاکٹر بنایا ہے۔ تمھارے ذریعہ خدا ان روحانی مریضوں کو صحت دے گا۔ پھر یہ تمھارے شکر گذار ہونگے پس تم جرات کرو اور لوگوں کو سمجھاؤ۔ یہ مت خیال کرو کہ گورنمنٹ تمھاری قدر نہیں کرتی۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں گورنمنٹ سے قدر کروانے کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے لئے کرتے ہیں۔ اور خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ کہ زمین میں فساد نہ کرو اور امن کو قائم رکھو۔ اگر کوئی ایسی گورنمنٹ ہو جو یہ کہے کہ تم فساد کرو تو ہم یا تو اس کے ملک کو چھوڑ دیں گے یا اس کو اس کے اس خیال سے ہٹائیں گے۔ پس اگر گورنمنٹ کے حکام تمھارے کام کی قدر نہ کریں تو پروا مت کرو ہمارا یہ فعل اس غرض سے نہیں ہے کہ کوئی ہماری قدر کرے۔ ہمیں گورنمنٹ کیا دے سکتی ہے۔ ہمیں دینے والا ہمارا خدا ہے۔ اس لئے ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ کسی لالچ سے نہیں کرتے۔ ہمیں تو خدا نے وہاں کھڑا کیا ہے جہاں کسی مدح اور ذم کا اثر پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ہم اس کے محتاج نہیں کہ وہ ہماری قدر کرے۔ کیونکہ ہمارا کام خدا کی رضا کا حاصل کرنا ہے۔ ہمارے نزدیک لالچ گناہ ہے کیا کسی خطاب کے لئے ہم فساد سے بچے ہیں یا چند مربعوں کے لئے ہم وفادار ہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہماری نظر میں خطاب اور مربعے کوئی چیز نہیں۔ ہم خدا کے لئے کرتے ہیں۔ بھلا تم بتاؤ کہ خطاب اور مربعے بڑے ہیں۔ یا خدا بڑا ہے۔ ہم وفادار ہیں۔ ہم امن قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارا دین ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ ہمارا خدا ہمیں فساد سے روکتا ہے ہمارا مسیح موعود ہمیں وفاداری کی تعلیم دیتا ہے۔ پس تم دین کے لئے خدا کے لئے اور مسیح موعود کے لئے امن کو قائم رکھو کسی کے قدر کرنے کے خیال کو دل میں بھی نہ لاؤ۔ کیونکہ ہمارے دین کی ترقی امن سے ہوگی۔ اگر دنیا کی نظر میں تم اس وجہ سے ذلیل و حقیر ہو تو مت پروا کرو۔ کیونکہ خدا تمھاری عزت کریگا۔

(اتنا بیان فرما کر حضور بیٹھ گئے۔ اور جب دوسرے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔)

پچھلے دنوں جب ہم نے لوگوں کو جمع کیا کہ [illegible]

اپنے علاقہ میں امن قائم رکھنا چاہیئے۔ اور کسی قسم کے فسادوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ تو اس وقت بعض نادان مخالفوں نے کہا کہ یہ گورنمنٹ سے عزت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ اگر گورنمنٹ ہمیں خطاب دے تو وہ خطاب ہماری عزت کو کیا بڑھا سکتا ہے جبکہ خدا نے خطاب یافتوں کو اپنے فضل سے ہمارا غلام بنا دیا ہے۔ جو بیعت کرتا ہے۔ وہ غلامی کا اقرار کرتا ہے کئی خانبہادر آتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں۔ پس جو کچھ ان لوگوں کے خیال میں ہم گورنمنٹ سے لینا چاہتے ہیں۔ وہ تو خدا کے فضل سے ہمارے مریدوں کو حاصل ہے حضرت مسیح موعود جب وفاداری کی تعلیم دیتے تھے۔ تو مخالف کہتے کہ گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا کے نبی خوشامدی نہیں ہوتے۔ جب مسلمان کہتے تھے کہ سلطان روم محافظ حرمین ہے۔ تو حضرت مسیح موعود نے لکھا تھا کہ یہ غلط ہے۔ بلکہ حرمین اس کے محافظ ہیں۔ لوگوں نے ہنسی کی۔ مگر دیکھ لو جب حرمین ان کی حکومت سے علیحدہ ہوئے۔ ترک اسی وقت مٹ گئے۔ میں اسی طرح یاد رکھو کہ مسیح موعود اس گورنمنٹ کے محافظ تھے۔ آپ نے لکھا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ کا محافظ ہے کیونکہ مجھ کو اس نے اس حکومت کے ماتحت مبعوث فرمایا ہے۔

پس ہم دنیا کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے لوگ اگر ہمیں ہنستے ہیں تو اس کی پرواہ نہیں۔ خدا ہمیں دیکھتا ہے۔ اور وہ ہم سے خوش ہے۔ اس لئے اس کی خوشی کے مقابلہ میں دنیا کی خوشی کی کوئی پرواہ نہیں۔

---

**منیجر کی گذارش** احباب اس بات کو نوٹ کر لیں کہ جب تک [illegible] وصول نہ ہوئے اخبار جاری نہیں ہوتا اگر جلد [illegible] ہو تو پیشگی رقم بھیج دیا کریں پہنچتے ہی اخبار جاری ہو جائیگا۔

---

# اہلحدیث میں مناظرہ کا چیلنج منظور

حضرت خلیفہ اول سنایا کرتے تھے۔ ایک شخص شہر کو جا رہا تھا۔ قریب کے ایک گاؤں سے شور سنائی دیا فوراً ہمراہیوں کو چھوڑ کر ادھر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد چوٹیں کھائے لہولہان واپس آیا۔ پوچھا گیا یہ کیا؟ کہنے لگا کچھ نہیں۔ لاٹھی چل رہی تھی میں بھی اس میں شامل ہو گیا یاروں نے پوچھا تم کس فریق کی طرف سے لڑے کہنے لگا یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر لاٹھی خوب چلی۔ چوٹیں آئیں۔ مزا آگیا۔ یہی حال ہے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا۔ آپ جلسہ سالانہ پر قادیان میں غیر مبائعین کے آنے کا قصہ لے بیٹھے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے۔ کہ صدر نے اپنا منصب چھوڑ دیا۔ جو خود ایک فریق مباحثہ کے بن گئے۔ حالانکہ جو کچھ ہوا معین قرارداد کے مطابق ہوا۔ اور غیر مبائعین سے کوئی مباحثہ بھی نہیں ہوا۔ بلکہ انہیں اپنی سٹیج پر اپنا خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ اور پھر ہم نے اس پر تنقید کر دی۔ اور پھر آخر یہ تو جو کچھ ہوا سب جاننے والے اور اس بات سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں۔ اب ابوالوفا صاحب کو مناظرہ کا شوق گدگدایا ہے۔ آپ نوٹس دیتے ہیں کہ قادیانی پارٹی چونکہ نبوت مرزا کی قائل ہے۔ اس لئے بحکم قرآن و حدیث ہمارا فرض ہوگا کہ اسکے ابطال ثابت کریں اور قادیانی جواب دیں۔ بہت اچھا صاحب آپ ہمارا دعویٰ اور دلائل آپکو منظوری پر بھیجا جائیگا۔ آپ اہلحدیث میں اپنی جرح کے ساتھ چھاپ دیں اسی کا جواب الجواب ہم آپکی جرح کے ساتھ چھاپ دیں گے۔ مناظرہ ختم لیکن اگر کچھ حوصلہ باقی رہ جائے تو پھر اس پر جرح کریں ہم پھر جواب دیں گے۔ امرتسر کے اہلحدیث اور دارالامان کے اخبار کے ناظرین خود فیصلہ کریں گے کہ حق کس جانب ہے۔ کہئے آپ حسب قواعد علم مناظرہ یہ طریق بحث منظور فرمائیں گے یا نہیں؟ میں کہہ سکتا ہوں کہ نہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ یہ طریق اصول مناظرہ کے مطابق۔ اور حق و باطل میں امتیاز کرا دینے والا ہے اور یہ آپکو کبھی پسند نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھئے کہ آپ منکر ہیں اور منکر مدعی نہیں بن سکتا۔

# کیا خود کشی بہادری ہے؟

ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ مہاشہ شانتی سروپ نے ریاست دھولپور کو دھمکانے کے لئے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ اور ان کی بیوی اس وقت تک بھوکے رہیں گے جب تک ریاست آریوں کے مندر کو آریوں کے سپرد نہیں کر دیگی۔ یہ اعلان ہوا اور تمام آریوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور مہاراجہ صاحب دھولپور کو تار پہ تار جانے لگے۔ کہ مہاشہ جی مرتے ہیں آپ مندر ہمیں دیدیں مگر مہاراجہ صاحب کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ ہمیں افسوس ہے شانتی سروپ کو عقل سے کام لینا چاہیئے کمیٹی تحقیقات کر رہی ہے۔

ادھر تو یہ ہو رہا تھا۔ ادھر مہاشہ جی کو حلوے مانڈے کی یاد نے تڑپایا اور خون رلانا شروع کیا۔ تو دھوم دھڑکے سے اعلان کئے جا رہے تھے۔ کہ ہم ویدک دھرم پر قربان ہوتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔ یا انتڑیوں میں ایسی کھڑبڑ شروع ہوئی کہ مہاشہ جی نے مندر وندر کے سب جھگڑے ٹنٹوں کو بالائے طاق رکھ کر روٹی کھانے کے سوا چارہ کار نہ دیکھا۔ ایک طرف تو آریہ صاحبان اس خودکشی کو شہرت دے رہے تھے۔ دوسری طرف مہاشہ جی نے چھپوا دیا کہ میں نے اس عہد کو توڑ دیا۔ اور وجہ آپ نے یہ بتائی کہ چونکہ عیسائی لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے کہنے سے اس عہد کو توڑتا ہوں۔ یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ مہاشہ جی جس وقت بھوکا مرنے کا عہد کرنے لگے تھے۔ کیا اس وقت عیسائی مشنریوں کا وجود نہ تھا۔ اگر تھا اور ضرور تھا۔ تو مہاشہ جی کو اس ناعاقبت اندیشانہ عہد سے پہلے ہی باز رہنا چاہئے تھا۔ مگر خیر ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے اس وقت ہم آریہ پتر کا لاہور کے اس فقرہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ

"ویدک دھرم اسے (شانتی سروپ کو) یہ تعلیم نہیں دیتا کہ وہ کسی کو جسمانی نقصان پہنچائے اس لئے وہ اپنے آپ تکلیف برداشت کرتا ہے۔ دکھی ہوتا ہے۔ اور

اپنے آپ کو دکھوں میں ڈال دیتا ہے۔"

(آریہ پترکا ۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء)

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر ویدک دھرم اسے تعلیم نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کو تکلیف دے۔ مگر یہ بھی ٹھیک نہیں کہ کسی کو خودکشی کی تعلیم دے۔ کیونکہ خودکشی کرنے سے نہ کوئی صداقت ظاہر ہو سکتی ہے۔ اور نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ خودکشی کرنے والا جری اور بہادر آدمی ہے اور تکالیف کا مقابلہ کر سکتا ہے کیونکہ خودکشی بتلاتی ہے کہ وہ دنیا میں رہکر تمام پیش آنیوالی دقتوں کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس جو شخص کسی بات کو معقول طور پر منوا نہیں سکتا۔ اور اس کے لئے اپنی خودکشی کو روا رکھتا ہے۔ وہ ایک غلط راستہ پر قدم مارتا ہے جس سے اپنا مقصود تو کیا حاصل ہوتا ہے۔ البتہ اپنی بزدلی اور نامعقول پسندی کا ثبوت دیتا ہے۔

---

## نارتھ ویسٹرن ریلوے کا نقصان

۳۰ مارچ سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کا سٹیشنوں کو تباہ کرنے تاروں کے کاٹنے اور ریل کی پٹری اکھیڑنے کی صورت میں بلوائیوں نے جس قدر نقصان کیا ہے۔ وہ اپنی نوعیت میں بہت وسیع الاثر ثابت ہوا ہے۔ اور اسکی وجہ سے ریلوی اور فوجی حکام کو سلسلہ آمدورفت از سر نو شروع کرنے میں مشکلات پیش آئی ہیں۔

سب سے پہلا حملہ ۳۰ مارچ کو دہلی ریلوے سٹیشن پر ہوا جس سے ریلوے سٹیشن کو بہت نقصان پہنچا۔ اگرچہ اس سے ریلوے آمدورفت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

اس کے بعد ۱۰ اپریل کو امرتسر کے بلوائیوں نے مال گودام کو آگ لگادی سگنل گھر کو مسمار کر دیا۔ اور ایک ریلوے گارڈ کو بھی مار ڈالا۔ بھگتانوالہ سٹیشن پر پہنچکر بلوائیوں نے تمام تختیں۔ حساب پڑتال کی کتابیں اور دیگر مال و اسباب تباہ کر ڈالا۔

۱۱ تاریخ کو قصور کا سٹیشن جلایا اور لوٹا گیا۔ نیز تاروں کے کاٹے جانے سے ریلوے کے سلسلہ آمدورفت کو بہت سخت نقصان پہنچا۔ اسی دن پٹی سٹیشن پر حملہ کیا گیا جس کے دوران میں بلوائیوں نے مال گودام کو لوٹ لیا سپاہیوں کو مجبوراً [illegible] گئے۔ پٹی اور گھڑیالہ کے درمیان تاروں اور تاروں کے ستونوں کو تباہ کر دیا گیا نیز نکودر کے نزدیک تاریں کاٹ ڈالی گئیں۔ اور گنڈا سنگھ والا سٹیشن لوٹ لیا گیا۔ تار برقی کے آلات توڑ ڈالے گئے۔ تاریں کاٹ ڈالی گئیں۔ اور ٹکٹ گھر کا ایک حصہ جلا دیا گیا۔ کھیم کرن سٹیشن پر بھی بلوائیوں نے بہت سا سامان تباہ کیا۔

۱۳ تاریخ کو چھہرٹہ اور خاصہ کے درمیان ریل کی پٹری اکھیڑ دیگئی جس سے مال گاڑی کا ایک انجن اور آٹھ چھکڑے پٹری سے اتر گئے۔ ریل کی دونوں سڑکیں رک گئیں اور بلوائیوں نے گاڑی کو لوٹ لیا اسی دن برارا سٹیشن کے پرے تاریں کاٹی گئیں۔

۱۴ تاریخ کو گوجرانوالہ سٹیشن کے نزدیک تمام تاریں کاٹ ڈالی گئیں سٹیشن کے پل کو آگ لگا دیگئی۔ اور ایک گاڑی کو ڈرائیور اور فائرمین پر حملہ کرنے کے بعد لوٹ لیا گیا۔ واہگہ کا سٹیشن بھی اسی روز جلایا گیا۔ دہلی کشن گنج اور شکرپور کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ اوکاڑہ کے نزدیک ریلوے سٹیشن پر رکاوٹیں حائل کی گئیں۔ کوٹ رادھا کشن سٹیشن کے نزدیک ایک گاڑی پر پتھر پھینکے سے ایک مسافر زخمی ہوا۔ اور حافظ آباد میں بلوائیوں نے ریلوے گاڑی پر حملہ کیا اور اسے نقصان پہنچایا۔

۱۵ تاریخ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ موسیٰ سٹیشن پر ٹکٹ کی الماریوں کو جلا دینے کی کوشش کی گئی۔ [illegible] پر ایک مسلح گاڑی پٹری سے اتار ڈالی گئی۔ قلعہ شیخوپورہ اور چیچوکی ملیاں کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ چوہڑکانہ سٹیشن کو جلا دیا گیا۔ تمام تاریں کاٹی گئیں۔ تاروں کے ستون مسمار کر دیئے گئے۔ ایک گاڑی کے پارسل لوٹ لیے گئے اور ایک کمرے اور انجن کو نقصان پہنچایا گیا۔ قلعہ شیخوپورہ اور باہلیکی کے درمیان ریلوے لائن کو سخت نقصان پہنچا۔ [illegible] بعد بٹالہ چھینا اور دھاری وال کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ جنڈیالہ گرو میں سلسلہ تار ٹوٹ گیا جہاں تمام ریلوے ملازمین نے دو دن سے ہڑتال کر رکھی تھی۔ اسی دن چھانگا مانگا اور پتوکی کے درمیان سلسلہ تار کے منقطع ہونے کی خبر موصول ہوئی۔

۱۶ تاریخ کو باہلیکی کے بلوائیوں نے سانگلہ ہل سٹیشن کو لوٹ کر جلا دیا۔ تار برقی کا سامان سگنل اور لیمپ توڑ ڈالے۔ شنکر سٹیشن پر چوروں نے کچھ سامان لوٹا۔ چھانگا مانگا اور پتوکی کے درمیان بھاری رکاوٹیں حائل کی گئیں۔ جیتو کے نزدیک تاروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ سیالکوٹ کے نزدیک ریل کی پٹری اکھاڑ دیگئی۔ اور تاریں کاٹ ڈالی گئیں۔

۱۷ تاریخ کو لائل پور اور گٹی کے درمیان تار کے ایک ستون کو گرا دیا گیا مسان اور داؤد خیل کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ اسی قسم کا واقعہ شنکر اور نکودر کے درمیان ہوا۔ ہریا اور ملکوال کے درمیان ایک گاڑی پٹری سے اتر گئی جس سے دو انجنوں کو نقصان پہنچا اور بریک اور ایک تیسرے درجہ کی گاڑی پاش پاش ہو گئی۔ اس حادثہ میں ایک فائرمین اور ایک مسافر ہلاک اور ایک سپاہی مجروح ہوا۔ عین اسی وقت لالہ موسیٰ اور ہریا کے درمیان تاریں کٹ جانے کی وجہ سے سلسلہ آمدورفت منقطع ہو گیا۔

۱۸ تاریخ کو کیتھل کے سٹیشن پر بلوائیوں نے لیمپ اور کھڑکی کے شیشوں کو توڑ ڈالا۔ جھنڈے کیجانب رودال اور شیرگڑھ کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ اور لائل پور کے نزدیک بھوسہ کے بنڈلوں کو جلا دیا گیا۔

۱۹ تاریخ کو ٹوبا ٹیک سنگھ اور جانیوالہ کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔

یہی حال رہتک اور سمر گوپال پور کے درمیان ہوا۔ گجرات کا سٹیشن جلا دیا گیا۔ تاریں کاٹ ڈالی گئیں۔ وزیرآباد کے نزدیک بھی بلوائیوں نے بہت سی تاروں کو کاٹ ڈالا۔ ٹانڈہ اڑمڑ اور [illegible] کے درمیان تاریں کاٹ ڈالی گئیں۔ [illegible] سٹیشن اور [illegible] سگنل پر سلسلہ تار کاٹ دیا گیا۔

۲۰ تاریخ کو مارشل لا کے نفاذ سے ان واقعات میں نمایاں تخفیف ہو گئی ہے۔ (حق)

---

آنریبل مسٹر غلام محمد [illegible] گرفتار نہیں ہوئے

## اشتہارات



باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے حسب منشا مالکان کیلئے شائع ہوا۔